استفتاء(سوال)

مفتی صاحب یہ معلوم کرنا ہے کہ سوشل میڈیا پر ایک میسج وائرل ہو رہا ہے، جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس سال قربانی کی کھال ڈیم کی تعمیر کیلئے جمع کرائیں، تو اب آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے ہم اپنی کھال یا اسے فروخت کر کے اس کی رقم ڈیم کی تعمیر کے فنڈ میں جمع کرا سکتے ہیں یا نہیں؟

مستفتی: عبد الرحمن، کراچی

دار الافتاء
جامعہ مظاہر العلوم
فتوی نمبر ۶/۳۷
۱۴۳۹/۱۱/۱۹ھ
۲۰۱۸/۸/۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا ومصلّیاً

بطورِ تمہید عرض ہے کہ قربانی کی کھال کے متعلق شریعت نے قربانی کرنے والے کو کئی طرح کے اختیار دیئے ہیں، مثلاً:

(الف)۔۔۔ قربانی کرنے والے کے لئے قربانی کی کھال اپنے اور اپنے اہل وعیال کے استعمال میں لانا جائز ہے، مثلاً مصلیٰ، کتابوں کی جلد، مشکیزہ، ڈول، دستر خوان اور جوتے وغیرہ کوئی بھی چیز بنا کر استعمال کی جا سکتی ہے، اور ایسا استعمال بلا کراہت جائز ہے۔

(ب)۔۔۔ کھال یا اس سے بنائی ہوئی چیز کسی کو ہدیہ (گفٹ) میں دینا بھی جائز ہے، جس کو دی جائے خواہ وہ سید اور مالدار ہو یا اپنے ماں، باپ اور اولاد ہو، اجنبی ہو یا رشتہ دار ہو ہر ایک کو کھال یا اس سے بنی ہوئی چیز دینا جائز ہے۔

(ج)۔۔۔ اور اگر قربانی کی کھال فروخت کر دی جائے تو ایسی صورت میں اس کی قیمت مستحقِ زکوۃ فقراء و مساکین کو کسی عوض کے بغیر مالک و قابض بنا کر دینا شرعاً لازم ہے۔

مذکورہ بالا تمہید کے بعد عرض ہے کہ صورتِ مسئولہ میں قربانی کی کھالیں ڈیم کی تعمیر کیلئے دینا جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں ڈیم کو تعمیر کرنے والی انتظامیہ کھال دینے والوں کی طرف سے وکیل بن کر اس کھال کو فروخت کرے گی، اور پھر اس سے حاصل ہونے والی رقم کھال دینے والوں کی جانب سے ڈیم کی تعمیر میں خرچ کرے گی۔

جب خود کھالوں کے مالکان کیلئے بھی کھالوں کی رقم براہِ راست ڈیم کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے تو ڈیم کی تعمیر کرنے والی انتظامیہ بھی کھال دینے والوں کی وکیل بن کر قربانی کی کھالوں کی رقم ڈیم کی

(جاری ہے۔۔۔)

تعمیر پر خرچ نہیں کر سکتی۔ البتہ حکومت یا انتظامیہ مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کوئی صورت اختیار کر سکتی ہے، مثلاً:

(1)۔۔۔ عوام کو ڈیم کی ضرورت اور اس کے فوائد سے آگاہی کی مہم چلا کر زیادہ سے زیادہ امداد دینے پر راغب کیا جا سکتا ہے۔

(2)۔۔۔ معاشی و اقتصادی ماہرین کے مشورہ سے ڈیم کی تعمیر کیلئے قابلِ برداشت مقدار میں ٹیکس لگایا جا سکتا ہے۔

(3)۔۔۔ مالیاتی اداروں سے "شرکتِ متناقصہ" وغیرہ کی بنیاد پر ڈیم کو تعمیر کرایا جا سکتا ہے۔

(ماخذہ بتصرف کثیر، رجسٹر فتاویٰ دارالافتاء دارالعلوم کراچی: 46/1615)

قال الله تعالي- [التوبة: 60]
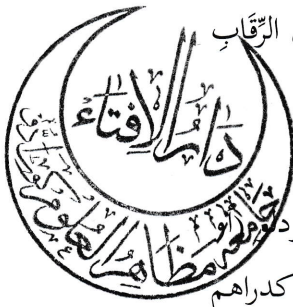
إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

دار الافتاء

وفي الدر المختار مع رد المحتار (6/ 328):

(ويتصدق بجلدها أو يعمل منه نحو غربال وجراب) وقربة وسفرة ودلو (أو يبدله بما ينتفع به باقيا) كما مر (لا بمستهلك كخل ولحم ونحوه) كدراهم (فإن) (بيع اللحم أو الجلد به) أي بمستهلك (أو بدراهم) (تصدق بثمنه)

وفي تحفة الفقهاء (3/ 88):

وينتفع بجلدها وشعرها وله أن يستبدلها بشيء ينتفع بعينه كالجراب والمنخل والثوب ولو باع ذلك أو باع لحمها فإنه يجوز بيعه ولا ينقض البيع في جواب ظاهر الرواية لكن يتصدق بالثمن

وفي الدر المختار مع رد المحتار (2/ 344):

ويشترط أن يكون الصرف (تمليكا) لا إباحة كما مر (لا) يصرف (إلى بناء) نحو (مسجد و) لا إلى (كفن ميت وقضاء دينه)

وفي حاشية ابن عابدين (2/ 344):

(قوله: نحو مسجد) كبناء القناطر والسقايات وإصلاح الطرقات وكري الأنهار والحج والجهاد وكل ما لا تمليك فيه زيلعي

وفي حاشية ابن عابدين (2/ 339):

باب المصرف (قوله: أي مصرف الزكاة والعشر)....وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة.

(جاری ہے۔۔۔)

وفي الموسوعة الفقهية الكويتية (42/ 5):

2 - النَّوَائِبُ بِمَعْنَى : مَا يُفْرَضُ عَلَى بَعْضِ النَّاسِ مِنْ أَمْوَالٍ ، قَدْ يَكُونُ فَرْضُهَا وَاجِبًا، وَقَدْ يَكُونُ جَائِزًا ، وَقَدْ يَكُونُ حَرَامًا ، وَبَيَانُ ذَلِكَ فِيمَا يَلِي:

3 - يَكُونُ فَرْضُ النَّوَائِبِ وَاجِبًا إِذَا كَانَتْ هُنَاكَ مَصْلَحَةٌ عَامَّةٌ لِلأُمَّةِ وَتَحْتَاجُ إِلَى مَالٍ ، وَلاَ يُوجَدُ فِي بَيْتِ الْمَال مَا يَكْفِي لِتَحْقِيقِ الْمَصْلَحَةِ ، كَأَنْ تَكُونَ هُنَاكَ حَاجَةٌ لِتَجْهِيزِ الْجَيْشِ ، وَفِدَاءِ الأَسَارَى ، فَلِلإِمَامِ أَنْ يَفْرِضَ عَلَى بَعْضِ النَّاسِ شَيْئًا مِنَ الْمَال.... فَإِنْ كَانَ بِحَقٍّ ، كَالأَمْوَال الَّتِي يَفْرِضُهَا الإِمَامُ عَلَى النَّاسِ لِتَجْهِيزِ الْجَيْشِ أَوْ فِدَاءِ الأَسَارَى إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي بَيْتِ الْمَال شَيْءٌ، فَهَذَا لاَ يَجُوزُ الاِمْتِنَاعُ عَنْ أَدَائِهِ ، بَل هُوَ وَاجِبُ الأَدَاءِ ؛ لأَِنَّهُ مَصْلَحَةٌ عَامَّةٌ لِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ ، فَقَدْ نَقَل ابْنُ عَابِدِينَ عَنِ الْغُنْيَةِ : قَال أَبُو جَعْفَرٍ الْبَلْخِيُّ: مَا يَضْرِبُهُ السُّلْطَانُ عَلَى الرَّعِيَّةِ مَصْلَحَةً لَهُمْ يَصِيرُ دَيْنًا وَاجِبَ الأَدَاءِ وَحَقًّا مُسْتَحِقًّا كَالْخَرَاجِ ، وَقَال مَشَايِخُنَا : وَكُل مَا يَضْرِبُهُ الإِمَامُ عَلَى النَّاسِ لِمَصْلَحَةٍ لَهُمْ فَالْجَوَابُ هَكَذَا ، حَتَّى أُجْرَةُ الْحُرَّاسِ لِحِفْظِ الطَّرِيقِ وَنَصْبِ الدُّرُوبِ وَأَبْوَابِ السِّكَكِ ، ثُمَّ قَال : فَعَلَى هَذَا مَا يُؤْخَذُ فِي خَوَارِزْمَ مِنَ الْعَامَّةِ لإِصْلاَحِ مُسَنَّاةِ الْجَيْحُونِ أَوِ الرَّبَضِ وَنَحْوِهِ مِنْ مَصَالِحِ الْعَامَّةِ هُوَ دَيْنٌ وَاجِبُ الأَدَاءِ ، لاَ يَجُوزُ الاِمْتِنَاعُ عَنْهُ وَلَيْسَ بِظُلْمٍ ، قَال ابْنُ عَابِدِينَ : وَيَنْبَغِي تَقْيِيدُ ذَلِكَ بِمَا إِذَا لَمْ يُوجَدْ فِي بَيْتِ الْمَال مَا يَكْفِي لِذَلِكَ.

وفي كتاب المعايير (ص: 128):

المشاركة المتناقصة عبارة عن شركة يتعهد فيها أحد الشركاء بشراء حصة الآخر تدريجيا إلى أن يتملك المشتري المشروع بكامله. وإن هذه العملية تتكون من الشركة في أول الأمر، ثم البيع والشراء بين الشريكين، ولابد أن تكون الشركة غير مشترط فيها البيع والشراء، وإنما يتعهد الشريك بذلك بوعد منفصل عن الشركة، وكذلك يقع البيع والشراء بعقد منفصل عن الشركة، ولا يجوز أن يشترط أحد العقدين في الآخر............**واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

الجواب صحیح

محمد عاصم عصمہ اللہ تعالیٰ
دارالافتاء جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو
۱۹/ذوالقعدہ/۱۴۳۹ھ
۰۲/جولائی/۲۰۱۸ء

محمد عبدالجلیل عفی عنہ
رئیس دارالافتاء جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو
۱۹/ذوالقعدہ/۱۴۳۹ھ
۰۲/جولائی/۲۰۱۸ء

دار الافتاء فتوی نمبر ۶/۳۲ ۱۴۳۹/۱۱/۱۹ ۲۰۱۸/۷/۲ جامعہ مظاہر العلوم
مفتی جامعہ مظاہر العلوم